Al-Qawārīr - Vol: 06, Issue: 01,
Oct – Dec 2024

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

نظریہ مساوات اور خواتین: اسلامی سماجی واخلاقی اصولوں کا مطالعہ

Equity and Women: A study of Islamic Social and Moral Principles

Dr. Amin ullaha Qazi
Assistant Professor, Head of the Department Islamic Studies, Govt. Graduate College Layyah.
Dr. Abdul Ghaffar
Lecturer, Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.

ABSTRACT

Human life is the name of a unity that is characterized by both differences in thought and social collectiveness. This unity has been divided by humans into various parts through their will, choice, and freedom of thought and action. As a result, human social life has, in some respects, become easier, but in other instances, more complex and challenging. Islam provides principles for maintaining unity in human social life, which are established under the concept of equality, ensuring that humans live in harmony with their nature and eliminating human division, evil, and disorder in society. In this way, humans can transcend all distinctions and succeed in establishing a peaceful, welfare-based, ideal society. This article discusses two aspects of the Islamic concept of equality: first, the social principles of equality, which are generally based on the culture and civilization of any religion. The foundation of Islamic social principles lies in the teachings of the Qurʾān and Sunnah. The following social principles are mentioned in the Qurʾān and Ḥaadīṯh: respect for humanity, strengthening the family system, establishment of Islamic brotherhood, serving humanity, freedom of thought and expression, etc. The second aspect is the moral principles of equality, which are the distinguishing characteristics of Muslims. Islamic moral principles include equality in respect and honor, equality in social interaction, equality in love and affection, etc. By adhering to these, a prosperous society can be established.

Keywords: *Qurʾān, Ḥaadīṯh, Sunnah, Equity, Islam, Humanity, Society, Social, Moral.*

CC BY

1. موضوع کا تعارف

لغت کے اعتبار سے لفظ مساوات کثیر المعنی لفظ ہے، اس کا ایک معنی برابری، سیدھا کرنا، درست کرنا، دوسرا معنی مناسب، اعتدال، عدل اور اسی طرح اس لفظ کے ایک معنی معاملات میں برابری کرنا بھی پائے جاتے ہیں۔ مساوات کے اصطلاحی مفہوم کو بیان کرتے ہوئے امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ "مساوات کا مطلب یہ ہے کہ انسان بحیثیت انسان برابر ہے خصوصاً معیار حقوق یا مواقع کے اعتبار سے ان میں برابری پائی جاتی ہے۔"[1]

اردو انسائیکلوپیڈیا میں مساوات کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ "سب انسانوں کو یکساں حقوق اور مواقع ملنا۔ مساوات کے یہ معنی ہر گز نہیں ہیں کہ ہر شخص کو زندگی کی ضروریات برابر میسر ہوں یا سب کے پاس برابر سامان موجود ہو، بلکہ مساوات کے معنی تو یہ ہیں کہ قانون کی نظر میں سب لوگ برابر ہیں۔ سب کو حصول معاش اور تعلیم و صحت وغیرہ کی برابر سہولتیں ملیں۔ سب کو برابر شہری حقوق حاصل ہوں اور کسی شخص، طبقہ یا گروہ کو مذہب، نسل، رنگ یا دولت کے باعث کوئی امتیازی حیثیت حاصل نہ ہو۔"[2]

قرآنک انسائیکلوپیڈیا کے مطابق "سماجی اخلاقیات کا انتہائی بنیادی فعال عامل جو اسلام نے عطا کیا وہ ہمہ گیر مساوات ہے، یعنی قطع نظر رنگ و نسل یا سماجی یا اقتصادی مقام کے ایک ہی عقیدے کے تمام افراد اپنے سماج میں برابر کے شریک ہیں۔"[3]

عبد الحفیظ صدیقی مساوات کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "لوگوں کے درمیان ہر قسم کے فرق کا ازالہ کرنا تا کہ وہ برابر ہو جائیں اور ان کے دین اور اس کی جنس سے صرف نظر کرتے ہوئے اس لحاظ سے اس تعریف کے اعتبار سے اسے مطلق مساوات کہیں گے۔۔۔ دو برابر چیزوں کے درمیان اجتماع کرنا اور دو متضاد چیزوں کے درمیان فرق کرنا جیسا کہ مرد اور عورت کے درمیان مساوات کرنے سے ممکن ہے یعنی اجتماع سے مراد ثواب یعنی جزا اور سزا میں برابری اور شرعی تکالیف میں اور انسانی خصوصیات کی بناء پر مساوات کا حکم ان کے اختلاف پر مبنی ہو گا، یہاں یہ ذکر کرنا بھی مناسب ہو گا کہ مطلق مساوات میں ایک قسم کا عبث پایا جاتا ہے اس حیثیت سے کہ یہ دو متساوی یا متفرق چیزوں کو جمع کر دیتی ہے۔"[4]

انسانی حیات ایک وحدت کا نام ہے جو اختلاف فکر کے ساتھ ساتھ معاشرتی اجتماعیت سے بھی عبارت ہے۔ اسی وحدت کو انسان نے اپنے ارادہ، اختیار اور فکر و عمل کی آزادی سے مختلف حصوں میں بانٹ دیا ہے، جس کی وجہ سے انسان کی معاشرتی زندگی آسان بھی بنی ہے اور بعض مقامات میں پیچیدہ بھی نظر آتی ہے۔ اسلام انسان کی معاشرتی زندگی میں وحدت قائم رکھنے کے اصول بتاتا ہے، جو نظریہ مساوات کے تحت وضع کیے گئے ہیں تا کہ انسان فطرت کے عین مطابق زندگی بسر کرے اور

معاشرے سے انسانی تفریق اور شر و فساد کو ختم کیا جاسکے۔ اس طرح انسان تمام تر امتیازات سے بالاتر ہو کر ایک مثالی و فلاحی معاشرہ قائم کرنے میں کامیاب ہو سکے گا۔ زیر نظر مضمون میں نظریہ مساوات کے معاشرتی و اخلاقی اصولوں کو قرآن و سنت کے تناظر میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ پہلے نظریہ مساوات کے اصول معاشرت کو بیان کیا جارہا ہے:

2. نظریہ مساوات کے اصول معاشرت

دنیا کے تمام مذاہب نے اپنے معاشروں کے لیے کچھ معاشرتی اصول وضع کیے ہیں جن کے تناظر میں ان کے ماننے والے اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان اصولوں کی بنیاد ان کی تہذیب و تمدن اور ثقافت سے لی جاتی ہے۔ معاشرہ انسان کے مزاج کے مطابق بنتا ہے جس میں اس کے معاشرتی، معاشی، سیاسی اور اخلاقی پہلو نمایاں نظر آتے ہیں۔ اسلام نے مندرجہ ذیل معاشرتی اصول بیان کیے ہیں، جن کی روشنی میں ایک مثالی و فلاحی معاشرہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

2.1 احترام انسانیت

فرد معاشرے کا بنیادی عنصر ہے، اسی وجہ سے وہ باقی تمام جانداروں پر فوقیت رکھتا ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب نے اس موضوع پر ایسے قوانین بیان کیے ہیں جن سے عظمت و احترام انسانیت واضح ہوتی ہے۔ اسلام نے عین فطرت کے مطابق احترام انسانیت کا درس دیا ہے اور عظمت و احترام انسانیت میں مساوات کو قائم کیا ہے، اس کی وضاحت علامہ آلوسیؒ نے سورۃ الحجرات کی درج ذیل آیت کے تحت بیان کی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

"يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔"[5]

اس آیت کے شان نزول کے حوالے سے علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں کہ "آپؐ ایک دن مدینہ کے بازار میں سے گزرے تو ایک حبشی غلام کو دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ جو مجھے خریدے وہ مجھے آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پنجگانہ پڑھنے سے نہ روکے۔ آپؐ اسے ہر نماز میں مسجد میں موجود دیکھتے۔ کچھ دنوں کے بعد وہ آپؐ کو نظر نہ آیا پوچھنے پر معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے۔ آپؐ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ پھر چند دنوں بعد اس کی بیماری کی شدت بڑھنے پر آپؐ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی وفات پر اس کے غسل اور دفن کا انتظام بھی فرمایا۔ لوگوں کو اس پر بڑی حیرت ہوئی کہ ایک حقیر غلام کی یہ عزت افزائی؟ ان کے تعجب میں مذکورہ آیت نازل ہوئی۔"[6]

اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نظر میں تمام انسان برابر تھے۔ کسی کے لیے شخصی امتیازات نہیں تھے اور یہی

وجہ ہے کہ اسلام کے سماجی نظام میں ہر انسان کو مختلف امور میں آزادی حاصل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جملہ بنی نوع انسان کو یکساں لیا ہے، لہذا ان میں الوانی، لسانی، علاقائی، قبائلی یا قومی امتیازات غیر فطری ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے سامنے یہ سخت ناپسندیدہ ہیں۔

2.2 خاندانی نظام کی پختگی

ہر دور میں انسان نے معاشرت پسندی میں اجتماعی زندگی کو ہمیشہ اہمیت و اولیت بخشی ہے۔ اس لیے اصول معاشرت میں دوسرا اہم اصول خاندانی نظام میں پختگی کا ہونا ہے۔ خاندان کی اکائی خاوند اور بیوی ہیں، جس سے ایک خاندان جنم لیتا ہے اور پھر ایک معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ خاندانی نظام میں نکاح کو لازمی جز قرار دیا گیا ہے تاکہ انسان ایک دوسرے کے حقوق مساویانہ طور پر ادا کر سکے۔ نکاح کی اہمیت کے بارے میں ابو حیان اندلسی اپنی تفسیر بحر المحیط میں لکھتے ہیں

- **"وهو نكاح من قام به الوصف المنافي للايمان ،وهو الاشراك الموجب للتنافرولتباعد،والنكاح موجب للخلطة والمودة قال تعالىٰ:وجعل بينكم مودة ورحمة"-[7]**

" نکاح وہ ہے جس میں ایمان کے منافی کوئی وصف نہ پایا جائے۔ اور شرک کرنے، نفرت کرنے اور دوری کو دور کرنے کا موجب بنے اور نکاح میں محبت اور اختلاط ہے، جیسا کہ اللہ فرماتے ہیں اور ہم نے ان کے درمیان محبت اور رحمت کو ڈال دیا۔"

اسلام نے نکاح کو اس لیے اہمیت دی تاکہ معاشرہ ایک لڑی میں جڑ جائے اور انتشار سے بچ جائے کیونکہ زنا یا متعہ میں انسانی حقوق کی پامالی ہے، جبکہ نکاح ان تمام فسادات سے عورت اور مرد کو مساوی طور پر محفوظ کرتا ہے۔ پھر نکاح کے ثمرات میں اولاد، وراثت، جائیداد اور رزق کی فراوانی عطا کی گئی ہے۔ اسلامی نظریہ مساوات کے تحت خاندانی زندگی میں تہذیب و ثقافت کا اعلیٰ معیار ترویج پاتا ہے۔ دو خاندانوں کا بندھن دراصل دو تہذیبوں اور ثقافتوں کا ملاپ ہوتا ہے۔ اسی لیے اسلام نے نکاح میں آسانیاں پیدا کیں اور سب سے بڑھ کر نسلی اور نسبی امتیازات کا خاتمہ کیا۔ تعلیمات نبوی ﷺ میں اس کی واضح مثال حضرت زینب بنت جحشؓ کا نکاح حضرت زید بن حارثہؓ کے ساتھ ہونا ہے۔

عصر حاضر میں خاندانی نظام رسم ورواج کی بھینٹ چڑھ گیا ہے، جس سے معاشرہ عدم مساوات کا شکار ہو گیا ہے حالانکہ یہ رسومات دوسرے مذاہب سے لی گئی ہیں اور اب اسلامی معاشرہ ان رسومات کو دین سمجھ رہا ہے۔ ان رسومات میں جو سب سے اہم ہیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

- یکساں ذات کا ہونا۔ یہ پاکستانی معاشرے میں اب بہت زیادہ عام ہے۔
- مادہ پرستی، یعنی مال وجاہ اور ملازمت کو پیش نظر رکھ کر رشتہ کیا جاتا ہے۔
- بے جا توقعات، یعنی جہیز یا لڑکی والوں کی طرف سے بے جا شرائط۔

ذات پات کا نظام جو کہ معاشرے کے بگاڑ میں اصل الاصول ہے، ہمارے ہاں شادی بیاہ میں بنیادی عنصر بن گیا ہے یہاں تک کہ سید، ہاشمی، قریشی، گیلانی، علوی، فاطمی، عباسی خاندان کی لڑکیاں ساری زندگی کنواریاں رہ جاتی ہیں۔ واقعتاً یہ معیارات ہمارے بنائے ہوئے ہیں۔ قرآن وسنت میں اس کی نفی کی گئی ہے، جیسا کہ نبی اکرم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا

- "الناس کا سنان المشط"۔ [8]

"تمام انسان کنگھی کے دندانوں کی طرح برابر ہیں۔"

اس حدیث مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں جو رشتہ داری کے معیارات قائم ہیں، وہ اسلام کے سراسر خلاف ہیں ،اسلام نے اگر کفو کی بات کی ہے تو اس میں بھی برابری کی سطح پر تحفظ دینا مقصود ہے۔ اگر کفو معاملات میں بگاڑ کا باعث بن رہا ہے تو فقہاء نے اس پر رخصت کا راستہ دیا ہے، جیسا کہ امام سرخسی نے اس پر فتویٰ دیا ہے کہ "نکاح کے معاملات میں تواضع اور انکسار کرنا اور کفو کی طلب کو کم کرنا مستحب ہے اور کفو کا اعتبار کرنا لازم نہیں تھا اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ رضا کے وقت غیر کفو میں نکاح جائز ہے"۔[9]

جبکہ ہمارے پاکستانی معاشرے میں یہ مسئلہ اس حد تک زور پکڑ گیا ہے کہ بعض لوگوں کے نزدیک غیر کفو میں نکاح کو حرام ہی نہیں بلکہ زنا کے مترادف قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں

"وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَآءَ ذَٰلِكُمۡ أَن تَبۡتَغُواْ بِأَمۡوَٰلِكُم مُّحۡصِنِينَ غَيۡرَ مُسَٰفِحِينَۚ فَمَا ٱسۡتَمۡتَعۡتُم بِهِۦ مِنۡهُنَّ فَـَٔاتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةٗۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ فِيمَا تَرَٰضَيۡتُم بِهِۦ مِنۢ بَعۡدِ ٱلۡفَرِيضَةِۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمٗا۔"[10]

"ان عورتوں کو چھوڑ کر تمام عورتوں کے بارے میں یہ حلال کر دیا گیا ہے کہ تم اپنا مال بطور مہر خرچ کر کے انہیں اپنے نکاح میں لانا چاہو، بشرطیکہ تم ان سے باقاعدہ نکاح کا رشتہ قائم کر کے عفت حاصل کرو، صرف شہوت نکالنا مقصود نہ ہو۔ جن عورتوں سے نکاح کر کے تم نے لطف اٹھایا ہو، ان کو ان کا وہ مہر ادا کرو جو مقرر کیا گیا ہو۔ البتہ مہر مقرر کرنے کے بعد بھی جس کمی بیشی پر تم آپس میں راضی ہو جاؤ، اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ یقین رکھو کہ اللہ ہر بات کا علم بھی رکھتا ہے، حکمت کا بھی مالک ہے۔"

نبی اکرم ﷺ نے اس موقع پر امت کی رہنمائی فرمائی، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

" قال تنكح المراة لاربع لمالها ولحسبها وجمالهاولدينها فاظفر بذات الدين تربت يداك"-[11]

" عورت سے چار چیزوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے اس کے مال، اس کے حسب ونسب، اس کے حسن وجمال اور اس کے دین کی وجہ سے۔ تیرے ہاتھ گرد آلود ہوں تو دیندار کو حاصل کر۔"

قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خاندانی نظام میں نکاح میں اللہ تعالیٰ نے جن مسائل کا حل پیش کیا ہے۔ وہ مسائل آج بھی حل ہوسکتے ہیں اگر امتیازات کی نفی کی جائے اور اسلامی نظریہ مساوات کے تحت اصول معاشرت پر عملدرآمد کیا جائے۔

2.3 اصلاح معاشرت

انسان کے مدنی الطبع ہونے کی وجہ سے معاشرے سے اس کا تعلق لازم وملزوم ہے۔ اس لئے تجرد اور معاشرتی معاملات سے قطع تعلقی انسانی زندگی میں سماجی لحاظ سے عقلی اور عملی طور پر قبیح سمجھی جاتی ہے چونکہ انسان کائنات عالم کا سب سے اہم جزو ہے، اس لحاظ سے انسان کی ضروریات اور حوائج کے حصول میں مدوجزر بھی لازم ہے۔ کسی بھی معاشرے میں امن عامہ کا تصور اس وقت ممکن ہے، جب اس میں عائد قوانین میں یکسانیت اور توازن ہو، جو انسانی حوائج اور ضروریات کو پورا کر سکے۔ انسان کے لئے بنائے گئے شرعی قوانین دو قسم کے ہیں:۔ 1۔ حدود اللہ، 2۔ تعزیرات، ان دونوں قوانین کا اصول معاشرت میں بڑا عمل دخل ہے۔ انہی قوانین کی بدولت معاشرے کے لوگوں کے اخلاق درست ہوتے ہیں، امن وامان قائم ہوتا ہے اور لوگ سزا کی بدولت جرائم سے دور ہو جاتے ہیں۔ قوانین کی ان دونوں اقسام کی وضاحت مندرجہ ذیل ہے:

2.3.1 حدود اللہ

حدود اللہ سے مراد کسی جرم کی وہ سزا جو قرآن وسنت میں متعین کر دی گئی ہو اور اس سزا کا طریقہ کار بھی۔ یہ جرائم دنیا کے ہر معاشرے میں وقوع پذیر ہونے کی وجہ سے سب کے لیے مساویانہ مسئلہ بنے ہوئے ہیں۔ اس سزامیں کمی بیشی کا اختیار کسی کو بھی حاصل نہیں ہے۔ ان جرائم میں حق اللہ کو غلبہ حاصل ہوتا ہے، یعنی دراصل حق اللہ کو ضائع کیا جاتا ہے، جیسا کہ زنا، قذف، سرقہ، حرابہ، خمر اور ارتداد۔ حدود اللہ سے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

"تِلْكَ حُدُودُ ٱللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا" [12]

"یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں، ان کے قریب نہ جانا۔"

یہ قوانین انسانی فطرت کے بالکل عین مطابق ہیں۔ معاشرے میں اصلاح اور امن کے لیے ضروری ہے کہ شرعی قوانین کو من وعن نافذ کیا جائے اور نافذ کرنے میں بنیادی نکتہ مساوات کو مدنظر رکھا جائے۔ معاشرے میں قانون جب سب کے لیے یکساں ہو گا تو معاملات احسن طریق سے ادا ہوں گے۔ مدعی اور مدعا علیہ کو جب مساوی درجہ دیا جائے گا اور شرعی قانون کے تحت فیصلہ ہو گا تو ایسے فیصلوں کا اثر پورے ملک کی عوام پر ہو گا۔ اس طرح معاشرہ میں امن وامان قائم ہو گا۔

2.3.2 تعزیرات

علامہ ابن عابدین شامیؒ تعزیرات کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "وہ سزائیں جنہیں کتاب و سنت نے متعین تو نہیں کیا مگر جن برے کاموں کی یہ سزائیں ہیں ان کو جرائم کی فہرست میں داخل کیا ہے اور سزا کے تعین کا مسئلہ مسلم حاکم یا حکومت کے سپرد کر دیا ہے کہ وہ موقع محل اور ضرورت کے مطابق سزا خود متعین کریں، گویا اس قسم کی سزاؤں میں حکومت کو قانون سازی کا حق بھی حاصل ہے مگر اس دائرہ کار کے مطابق جو شریعت نے متعین کر رکھا ہے اس طرح کی سزا شریعت میں تعزیر کہلاتی ہے۔"[13]

یہ فرد اور معاشرے دونوں کی پشت پناہی کے لیے بنائے جاتے ہیں وہ اس لیے کہ فرد کی اس میں اصلاح کا پہلو موجود ہے اور معاشرے میں امن قائم رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس قانون کا تعلق عام طور پر معاشرے میں فرد کی اصلاح اور خاندان کو بہتر انداز میں قائم رکھنے سے ہوتا ہے۔ دنیا کا کوئی قانون سزا کے نظام سے مستثنیٰ نہیں ہے اور ان سزاؤں سے اصلاح معاشرہ آسان ہو جاتا ہے۔ اس لئے اسلام نے جو سزائیں بھی مقرر کی ہیں، وہ نہ صرف اصلاح معاشرہ بلکہ اصلاح فرد کے لئے بھی کام آتی ہیں۔ یہ سزائیں معاشرے کے لیے باعث برکت ورحمت اس وقت بن سکتی ہیں، جب ان کے نفاذ میں بھی مساوات کا قانون شامل ہو۔

2.4 تحفظ معاشرت کا اسلامی قانون

اسلامی نظریہ مساوات کے تحت معاشرتی امن عامہ کو ملحوظ خاطر رکھ کر ان قوانین کا ڈھانچہ بنایا گیا ہے۔ ان قوانین کے مزید پانچ شعبہ جات ہیں، جو حاکم وقت پر لازم ہیں کہ ان کے لاگو کرنے میں شخصی مراتب کو پس پشت ڈال کر معاشرے میں یکسانیت کو قائم کرے: 1۔ حفاظت نسب وعزت وآبرو، 2۔ حفاظت جان، 3۔ حفاظت دین 4۔ حفاظت مال، 5۔ حفاظت عقل۔ اصول معاشرت میں اسلام نے اپنے ملکی قوانین میں عامۃ الناس کو تحفظ انہی پانچ چیزوں میں دیا ہے۔ دنیا میں موجود کسی دوسرے

مذہب نے اسلام جیسا تحفظ نہیں دیا۔ اسی وجہ سے ان کو مقاصد شریعہ بھی کہا جاتا ہے۔

2.5 اسلامی اخوت کا قیام

عرب کے سماجی نظام میں بہت سی محرومیاں تھیں، جن میں سے ایک بہت بڑی خامی اخوت و بھائی چارہ کی کمی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد مکی دور کے ابتدائی مسلمان اس محرومی سے باہر نکل آئے اور ایک دوسرے کے بہت قریب آ گئے۔ ہجرت مدینہ کے بعد نبی رحمت ﷺ نے ایک ایسا مثالی بھائی چارہ قائم فرمایا کہ دنیا آج بھی ایسی مثال دینے سے قاصر ہے۔ یہی اخوت و بھائی چارہ معاشرتی مساوات کا سبب بنی۔ اس حوالے سے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔"[14]

"ایمان والے آپس میں بھائی بھائی ہیں تم اپنے بھائیوں میں صلح کروادیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔"

رشتہ مواخات میں محبت اور خیر خواہی اجاگر کرنے کے لیے مندرجہ ذیل احادیث اسلامی معاشرے میں مساوات کی عکاسی کرتی ہیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

" لایومن احدکم حتی یحب لاخیه مایحب لنفسة"[15]

"تم میں کوئی اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا، جب تک کہ اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کر لے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"

"مثل المومنین فی توادھم و تراحمھم وتعاطفھم کمثل الجسد اذا اشتکی عضوا تدعیٰ له سائر جسده با لسھر و الحمیٰ۔"[16]

"یعنی ایمان والوں کی آپس میں محبت، رحم دلی اور شفقت کی مثال ایک انسانی جسم جیسی ہے کہ اگر جسم کا کوئی حصہ تکلیف میں مبتلا ہجاتا ہے تو پورا جسم متاثر ہوتا ہے۔ پورا جسم جاگتا ہے یہ بخار و بے تابی میں مبتلا رہتاہے۔"

"المسلم اخوالمسلم،لایظلمه ولا یخذ له ولا یحقیرة ،التقویٰ ھٰهنا ویشیر الیٰ صدرة ثلاث مرات۔"[17]

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ اس پر خود ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یارو مددگار چھوڑتا ہے۔ اور نہ اسے حقیر جانتاہے پھر آپؐ نے اپنے قلب مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار یہ الفاظ دہرائے تقویٰ

کی جگہ یہ ہے۔"

کسی شخص کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلم بھائی کو حقیر جانے۔ ہر مسلمان کی جان، مال اور عزت وآبرو دوسرے پر حرام ہے۔ اس مواخات سے جاہلیت کی تمام غیرت وحمیت کا خاتمہ ہوا۔ غمگساری اور محبت کے جذبات کو معاشرتی نظم وضبط میں شامل کیا گیا تاکہ معاشرہ ایک مثالی اخوت ومساوات کا نمونہ ثابت ہو۔

2.6 خدمتِ خلق کا جذبہ

اسلامی معاشرت کے اصولوں میں سے ایک اہم اصول خدمت خلق ہے۔ خدمت خلق سے مراد اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بے لوث خدمت کرنا ہے۔ خدمت خلقِ محبت الٰہی کا تقاضا ہے۔ معاشرتی طور پر کسی فرد کی صرف مالی طور پر مدد کرنا ہی خدمت خلق نہیں بلکہ معاشرے میں کسی کو علم کی راہ میں مدد دینا، اچھا مشورہ دینا، کوئی اچھا ہنر سکھانا، ایسا رفاہی ادارہ قائم کرنا جس سے عامۃ الناس کو فائدہ ہو اور کسی کے دکھ درد میں شریک ہونا وغیرہ۔ انسان کا تعلق کیونکہ سماج سے ہے اور وہ سماج سے الگ زندگی نہیں گزار سکتا۔ اس کی تمام تر مشکلات کا حل سماج سے وابستہ ہے۔ مال کی فراوانی کے باوجود انسان کو ایک دوسرے کی محتاجی کو دور کرنے کیلئے تعاون اور خیر خواہی اس کی سماجی ضرورت ہے۔ اسلام چونکہ ایک صالح معاشرہ اور پر امن سماج کی تشکیل کا علمبردار مذہب ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ایسے افراد کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جو خدمت خلق میں مخلوق کا یکساں خیال رکھتے ہیں۔

دین اسلام اپنے ماننے والوں کو انسانیت سے ہمدردی کی تعلیم اس نہج پر دیتا ہے کہ خدمت خلق میں کسی منصب کو ملحوظ خاطر نہ لایا جائے، کیوں کہ مناصب کی بدولت پیدا ہونے والا تعصب انسان کو نفرت سکھاتا ہے۔ اس کے علاوہ جو شخص قومی ولسانی تعصب کا شکار ہوتا ہے وہ صرف اپنی قوم تک محدود رہ جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات سراسر اس چیز کے خلاف ہیں اور معاشرت میں اسلام تمام مخلوق کو خدا کا کنبہ کہہ کر مساوات قائم کرتا ہے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

- "الخلق كلهم عيال الله احبهم اليه انفعهم لعياله"[18]

"تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اس میں وہ شخص اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے جو اس کے کنبے کو زیادہ نفع پہنچائے۔"

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسکینوں، محتاجوں، یتیموں اور ناداروں کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا عام حکم دیا ہے۔ کہیں بھی یہ نہیں فرمایا گیا کہ صرف مسلمانوں یا کسی خاص طبقہ انسانی کی خدمت کی جائے۔ اسلام چاہتا ہے کہ خدمت پوری انسانیت کی ہو، اپنوں کی بھی اور غیروں کی بھی، ہم عقیدہ وہم خیال لوگوں کی بھی اور ان کی بھی جو اختلاف رکھتے ہیں۔ الوانی،

لسانی، نسلی اور قومی اختلاف سے ماوراہو کر خدمت کی جائے تا کہ نوع انسانی کے ہر فرد کا درد اور کرب محسوس کیا جائے اور اس کا حل تلاش کیا جائے۔ انسانیت کی مدد اسلامی فریضہ ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مختلف مواقع پر رحم کے حوالے سے ارشاد فرمایا

"لا يرحم الله من لا يرحم الناس" [19]

"اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔"

"لن تؤمنوا حتیٰ ترحموا"[20]

"تم ہرگز مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم رحم نہ کرو۔"

"انه ليس برحمة احدكم صاحبه ولكن رحمة الناس العامه" [21]

"اس سے وہ ہمدردی اور رحم مراد نہیں ہے جو تم میں سے کوئی اپنے قریب کے آدمی کے ساتھ کرتا ہے ۔ یہاں وہ رحمت عامہ مراد ہے۔ جو تمام انسانوں کے ساتھ ہو۔"

مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں خدمت خلق کسی فرق وامتیاز کے بغیر معاشرے میں کرنے کی تلقین کی گئی اور یہی اسلامی نظریہ مساوات میں شامل انسانی حقوق کی پاسداری کا اصول ہے تاکہ تمام مخلوق کی بلا تفریق خدمت بجالائی جائے۔

2.7 حریت فکر و نظر

اسلام اپنے نظریہ مساوات کو مد نظر رکھتے ہوئے معاشرے میں زندگی گزارنے والوں کو زبردستی اپنے دین پر لانے سے منع فرماتا ہے، البتہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تحت تبلیغ دین اور اشاعت دین کی اجازت دی گئی ہے۔ اسلام میں فکر ورائے کی ایک اہم اساس مشورہ ہے، جس کی متعدد مثالیں عہد نبوی ﷺ سے ملتی ہیں۔ آپؐ اجتماعی معاملات میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ لیتے اور اس میں عمومی مشاورت ہوتی، جیسا کہ غزوہ خندق کے موقع پر مشاورت کے ذریعے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا مشورہ مان کر خندق کھودی گئی۔ اسی طرح صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے مشورہ کیا گیا۔ اسلام میں جبر اور زبردستی سے عقیدہ و مذہب کو تبدیل کرنے سے منع کیا گیا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لَآ إِكۡرَاهَ فِي ٱلدِّينِۖ قَد تَّبَيَّنَ ٱلرُّشۡدُ مِنَ ٱلۡغَيِّۚ فَمَن يَكۡفُرۡ بِٱلطَّٰغُوتِ وَيُؤۡمِنۢ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱسۡتَمۡسَكَ بِٱلۡعُرۡوَةِ ٱلۡوُثۡقَىٰ لَا ٱنفِصَامَ لَهَاۗ وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۔" [22]

"دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں ہے، ہدایت کا راستہ گمراہی سے ممتاز ہو کر واضح ہو چکا، اس کے بعد جو شخص طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آئے گا، اس نے ایک مضبوط کنڈا تھام لیا جس کے

ٹوٹنے کا کوئی امکان نہیں، اور اللہ خوب سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔"

امام قرطبیؒ اس آیت کے شان نزول کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ " حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ کی ایسی عورتیں جن کی اولاد نہیں ہوتی تھی۔ وہ اس بات کی نذر مان لیتی تھیں کہ اگر انہیں اولاد ہوئی تو وہ انہیں یہودی بنادیں گی۔ چنانچہ جب قبیلہ بنو نضیر کو مدینے سے جلاوطن کیا گیا تو مدینہ کے ایسے مسلمان جو اس طرح سے یہودی بن گئے تھے۔ ان کے والدین نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے آپؐ سے کہا کہ ہم ایسا جاہلیت میں کرتے تھے۔ جب ہم یہود کے مذہب کو اپنے سے بالاتر سمجھتے تھے، لیکن اب جبکہ اسلام کی شکل میں ہمارے پاس حق آچکا ہے، تو اب ہم اپنے بچوں کو مجبور کریں کہ وہ اسلام قبول کرلیں اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی "-[23]

امام ابویوسفؒ نے کتاب الخراج میں سیدنا عمر بن خطابؓ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمرؓ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے عمرؓ! اللہ سے ڈرو اور بار بار اس جملے کو دہرایا۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے اس کو اس بات پر ٹوکا کہ اب چپ ہو جاؤ۔ امیر المومنین کو بہت کچھ کہہ چکے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر جو جملہ ارشاد فرمایا وہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ آپؓ نے فرمایا: اس کو کہنے دو

"لاخیر فیکم ان لم تقولو ھاولا خیر فینا ان لم نستمعھا" [24]

"اس لیے کہ تم میں کوئی خیر نہیں اگر تم ایسی بات مجھ سے نہ کہو اور ہمارے اندر کوئی خیر نہیں اگر ہم اس کو قبول نہ کریں۔"

عصر حاضر میں دنیا کے معاشروں میں ایسی صورت حال مفقود ہے جہاں آزادی رائے اس حال تک موجود ہو جو اسلام کے عہد زریں میں موجود تھی۔ اصول معاشرت میں اس آزادی کا پایا جانا معاشرتی مساوات کی دلیل ہے کہ معاشرے میں رہنے والے افراد اپنے مذہب اور عقیدے کے لحاظ سے آزاد ہیں اور اس آزادی میں ہی ان کے حقوق دیئے جاتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو ظاہر ہے کہ اس معاشرہ میں انسانیت کے لئے ایک گھٹن جیسا ماحول ہو گا۔ جہاں صاحب عقل و دانش مجبوراً زندگی بسر کرتے ہیں، جیسا کہ ہندوازم، معاشرتی اعتبار سے بہت سی رسومات پر چلنے والا معاشرہ مگر تنگ نظر اور تنگ دل معاشرہ کہلاتا ہے۔ اسلام ایسے معاشرے کی نفی کرتا ہے اور آزادی رائے کے ذریعے سے انسانوں کو جینے کا حق فراہم کرتا ہے اور یہ حق انسان کے لیے ہر اصول کے تحت اسے ملنا چاہیے۔

3. اسلامی نظریہ مساوات میں اصول اخلاق

اسلام کے معاشرتی، معاشی اور سیاسی اصول اس وقت کامیاب ہوں گے جب معاشرے میں رہنے والے لوگ اخلاق حسنہ سے وابستہ ہوں گے اور ان اخلاقی صفات سے معاشرے میں بڑھتی ہوئی اخلاقی گراوٹ کو قابو کر رہے ہوں گے۔ اس لئے اسلامی نظام معاشرت میں بہت سے اصول اخلاق پر مبنی ہیں اور اخلاقیات ایک ایسا شعبہ ہے جس کی بنیاد پر اسلام نے پر امن معاشرے کی ضمانت دی ہے، بلکہ ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا ہے جس میں سب انسان ایک دوسرے کو جسمانی اور اخلاقی تکالیف سے محفوظ رکھ سکیں۔

کسی شخص کی دل آزاری، غیبت، چغلی، بدگمانی، بہتان طرازی، کسی کے معاملات میں اس کی اجازت کے بغیر مخل ہونا وغیرہ یہ سب ایسے گناہ ہیں جن سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے اسلام نے ان تمام اعمال کو اخلاق رزیلہ کہا ہے اور ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ان سے بچنے کا حکم دیا ہے اور ان کی جگہ ان کے مقابل ایسے اخلاق سے نوازا ہے جس سے معاشرے میں انسان میں تکبر کی بجائے تواضع وانکساری پیدا ہو، بخل کی بجائے سخاوت پائی جائے، بزدلی کی جگہ بہادری ہو، سخت مزاجی کی جگہ رحمدلی ہو، جلد بازی کی بجائے تحمل مزاجی پائی جائے، زبان درازی نہ ہو بلکہ خوش فہمی اور فحاشی کی بجائے اس میں عفت و پاکیزگی پائی جائے۔ لوگ ایسی صفات کے حامل شخص سے مل کر خوش ہوں اور یہی صفات لوگوں کے درمیان بڑھتے ہوئے فاصلوں کو کم کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ یہی صفات اخلاقیات کے اصول کہلاتی ہیں۔ یہ اخلاقی اصول معاشرتی تنوع کو ختم کرنے کے لئے ایک جزءلاینفک ہے اور اسی سے معاشرے میں مساوات انسانی قائم رہتی ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں اخلاقیات کے اصول مندرجہ ذیل ہیں:

3.1 تکریم وتعظیم میں مساوات

انسانی اخلاقیات کا سرچشمہ انسانی تکریم وتعظیم میں مضمر ہے کیونکہ انسان کا وجود فطرتی طور پر خیر اور بھلائی کا خواہاں ہے۔ اس لیے اصلاح معاشرت میں انسان ایک دوسرے کی تکریم وتعظیم میں فرق کو پسند نہیں کرتا اور ایسا انسان جو خود تو عزت کی خواہش رکھے لیکن دوسروں کے لیے ایسا نہ سوچے، یہ غلط طرز عمل ہے۔ معاشرے میں انسانی تکریم وتعظیم نہ کرنے والا فساد کا باعث بنتا ہے اور فساد معاشرہ دراصل فساد فی الارض کا باعث بنتا ہے، اس لیے تو قرآن کریم نے ایسا کرنے سے سختی سے منع کیا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس حوالے سے ارشاد ہوا ہے

"وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۔"[25]

"اور زمین میں اسکے سنور جانے کے بعد فساد انگیزی نہ کرو اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہو اور اس کی

رحمت کی امید رکھتے ہوئے اس سے دعا کرتے رہا کرو بے شک اللہ کی رحمت احسان شعار لوگوں یعنی نیکو کاروں کے قریب ہوتی ہے۔"

" لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللهَ كَثِيْرًا۔" [26]

"یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں نہایت ہی حسین نمونہ حیات ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ سے ملنے کی امید اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔"

" وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔"[27]

" اور بے شک آپ خلق عظیم پر قائم ہیں"

انسانیت میں فرق کرنا معاشرے میں بد نظمی کا سبب بنتا ہے اور اس کا علاج خوف خدا میں ہے، خوف خدا کا حصول صرف اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں مضمر ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ ہی دراصل تمام تر اخلاقیات کا منبع و مرکز ہے اور آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل میں کامیابی ممکن ہے۔ انسان کو بے توقیر کرنا اخلاق رزیلہ میں سے ہے اور ایسے اخلاق معاشرے میں انسانی تفاوت پیدا کرتے ہیں۔ اسی تفاوت کو ختم کرنا اور انسانی تکریم و تعظیم کے ذریعے مساوات کو قائم رکھنا دراصل اخلاق حسنہ میں پوشیدہ ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اخلاق حسنہ پر امت کو سختی سے کاربند رہنے کی ترغیب دی ہے اور خود رسول اللہ ﷺ اس کا کامل نمونہ ہیں۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ تحریر کی جاتی ہیں:

"عن عائشه رضی الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ ان اكمل المومنين ايماناً احسنهم خلقا والطفهم باهله"[28]

"حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں اور وہ اپنے گھروں میں سب سے زیادہ نرمی کے ساتھ پیش آتے ہیں۔"

" عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال :انما بعثت لاتمم صالح الاخلاق۔" [29]

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔"

"عن النواس بن سمعان الانصاری رضی الله عنه قال سالت رسول الله

ﷺ عن البر والاثم ، فقال: البر حسن الخلق والا ثم ماحاک فی صدرک وکرهت ان یطلع علیه الناس۔" [30]

"حضرت نواس بن سمعانؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا نبی اکرم ﷺ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں تو آپؐ نے فرمایا: اچھا اخلاق نیکی ہے اور جو چیز تیرے دل میں کھٹکے اور جس عمل پر لوگوں کا مطلع ہونا تجھے ناپسند ہو وہ گناہ ہے۔"

"عن جریر ابن عبد الله رضی الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ: لا یرحم الله من لا یرحم الناس۔" [31]

"حضرت جریر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔"

" وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۔"

"جو شخص اپنا رخ اطاعت اللہ کی طرف جھکا دے اور وہ اپنے عمل اور حال میں صاحب احسان بھی ہو تو اس نے مضبوط حلقہ کو پختگی سے تھام لیا اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے۔"

مذکورہ بالا آیات و احادیث کی روشنی میں تکریم و تعظیم انسانیت کے معاشرتی اثر کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لہٰذا معاشرے میں بگاڑ اور فساد کے بڑے بڑے عناصر میں سے ایک انسانی بے توقیری بھی ہے۔ جو صرف اخلاق حسنہ سے دور کی جاسکتی ہے

3.2 معاشرتی میل جول میں مساوات

معاشرے میں انسانی تعلقات اس وقت پروان چڑھتے ہیں۔ جب انسانوں کا آپس میں میل جول اخلاقیات پر مبنی ہو اور رویہ مساویانہ ہو۔ اس اصول کے پیش نظر اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے: اول: خندہ پیشانی اور دوم: حسن کلام

3.2.1 خندہ پیشانی

خندہ پیشانی سے لوگوں کے ساتھ معاشرت اور معاملات کرنا، گفتگو کرنا اور لوگوں کی سخت باتوں پر ان کو معاف کرنا، حتیٰ کہ لوگوں کی اپنے خلاف باتوں کو برداشت کرنا اخلاق حسنہ میں سے ہے۔ اسی سے معاشرے میں حسن اتفاق پیدا ہوتا ہے۔ انسان اپنی ان صفات سے معاشرے میں مساوات کو نافذ العمل کر سکتا ہے تاکہ انسانوں میں تفوق کم ہو۔ قرآن وحدیث میں خندہ

پیشانی پر چند آیات واحادیث مندرجہ ذیل ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ""[32]

"غصہ ضبط کرتے ہیں اور لوگوں سے ان کی غلطیوں پر درگزر کرتے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔"

" وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۔ "[33]

"اور لوگوں سے غرور کے ساتھ اپنا رخ نہ پھیر اور زمین پر اکڑ اکڑ کر مت چل، بے شک اللہ ہر متکبر، اتراء کر چلنے والے کو ناپسند فرماتا ہے۔"

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی خندہ پیشانی سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی واضح ہدایات موجود ہیں، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

"عن ابی ذررضی اللہ عنہ قال: قال لی النبیﷺ لاتحقرن من المعروف شیا ولو ان تلقی اخاک بوجہ طلق"[34]

" حضرت ابوذر بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہر کسی کی نیکی کو حقیر نہ مانو خواہ اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملنا ہی کیوں نہ ہو۔"

" عن ابی ذررضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ تبسمک فی وجہ اخیک لک صدقۃ ، وامر بالمعروف ونھیک عن المنکر صدقۃ، وارشادک الرجل فی ارض الضلال لک صدقۃ، وبصرک للرجل الردئ البصر لک صدقۃ، واماطتک الحجر والشوکۃ والعظم عن الطریق لک صدقۃ، و افراغک من دلوک فی دلواخیک لک صدقۃ۔"[35]

" حضرت ابوذر غفاری فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارا اپنے مسلمان بھائی کا تبسم کے ساتھ ملنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا صدقہ ہے، بھٹکے ہوئے کو راستہ بتانا صدقہ ہے، کسی کمزور بصارت والے کو راستہ دکھانا صدقہ ہے، راستے سے

پتھر، کانٹا اور ہڈی وغیرہ ہٹانا صدقہ ہے اور اپنے ڈول سے دوسرے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا صدقہ ہے۔"

"عن عبدالله بن مبارک رحمة الله علیه ، انه وصف حسن الخلق فقال: هو بسط الوجه ، وبزل المعروف ، وکف الازیٰ "۔[36]

"حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں: حسن خلق سے مراد یہ ہے کہ خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آیا جائے، نیک کام کیے جائیں اور لوگوں کو اذیت نہ پہنچائی جائے۔"

یہ تمام آیات اور احادیث معاشرتی اخلاق حسن پر مبنی ہیں جس میں مطلقاً معاشرے میں نظم وضبط پیدا کرنے اور باہمی میل جول میں ربط قائم رکھنے کے اصول بیان کئے گئے ہیں اور یہ تمام تر گفتگو انسانی درجات کی نفی بیان کرتے ہوئے مساوات انسانی کی طرف لے جاتی ہے۔

3.2.2 حسن کلام

حسن کلام سے مراد بات چیت اس انداز سے کرنا کہ سامع کو سمجھ بھی آجائے اور وہ عمل پر بھی آمادہ ہو جائے۔ بعض لوگوں کی بات درست ہوتی ہے مگر انداز کلام نہایت سخت ہوتا ہے جس سے منفی اثر پڑتا ہے۔ حسن کلام کو شریعت نے معاشرے میں باہمی میل جول اور دعوتی کام کا سب سے اہم اسلوب قرار دیا ہے۔ آپؐ ہر کسی کی بات کو بڑے سکون سے سماعت فرماتے اور جب خود گفتگو فرماتے تو نہایت ٹھہر ٹھہر کر سلیس انداز میں اور ہر خاص وعام کو مد نظر رکھ کر گفتگو فرماتے اور یہ وصف آپؐ میں یہاں تک تھا کہ آپؐ نے معاشرتی طور پر لوگوں کے درمیان کوئی فرق اختیار نہ فرمایا۔ اسی وجہ سے حسن کلام باہمی میل جول اور معاشرتی طور اطوار میں لازم وملزوم ٹھہرا۔ حسن کلام کے حوالے سے قرآن وحدیث کے ذخیرہ میں متعدد مقامات پر واضح احکامات موجود ہیں، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

"وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا ۔"[37]

"ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور قرابت داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ بھی بھلائی کرنا اور عام لوگوں سے بھی نرمی اور خوش خلقی کے ساتھ نیکی کی بات کہنا۔"

"قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ۔" [38]

"سائل سے نرمی کے ساتھ گفتگو کرنا اور درگزر کرنا اس صدقہ سے کہیں بہتر ہے جس کے بعد اس کی دل

آزاری ہو، اور اللہ بے نیاز حلم والا ہے۔"

احادیث نبوی ﷺ میں بھی حسن کلام کے حوالے سے مندرجہ ذیل تعلیمات موجود ہیں

"عن ابی هريره رضی الله عنه عن النبی ﷺقال: كل سلامى عليه صدقة كل يوم ،يعين الرجل فی دآبتة يحاملة،عليها او يرفع عليهامتاعة صدقة والكلمة الطيب وكل خطوة يمشى الى الصلوة ،ودل الطريق صدقة۔ "[39]

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر روز آدمی کے ہر جوڑ کا صدقہ ضروری ہے جو کسی کو سوار ہونے میں مدد دے یا اس کا سامان اٹھوا کر سواری پر رکھ دے تو یہ بھی صدقہ ہے نیز اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے نماز کے لیے جتنے قدم اُٹھاتے ہو وہ بھی صدقہ ہے اور کسی کو راستہ بتا دینا بھی صدقہ ہے۔"

"عن جابربن عبد الله رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: الحج المبرورليس له جزاء الا الجنة،قال: وما بره؟قال: اطعام الطعام و طيب الكلام۔" [40]

"حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: حج مبرور کی جزاء صرف جنت ہے۔ انہوں نے عرض کیا: کسی شخص کی نیکی کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (لوگوں کو) کھانا کھلانا اور (عامۃ الناس سے) اچھی گفتگو کرنا۔"

"عن وہب ابن منبه رضی الله عنه قال : ثلاث من كن فيه اصاب البر : سخاوة النفس،والصبرعلى الاذٰی،وطيب الكلام۔" [41]

"حضرت وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں : جس کے اندر تین خوبیاں پائی جائیں اس نے نیکی کو پالیا۔ جو دو سخا، مصیبت پر صبر واستقامت اور (لوگوں سے) حسن کلام کے ساتھ گفتگو۔"

3.3 اجتناب شر

معاشرتی بگاڑ میں جہاں دوسری اخلاقی سیئۃ شامل ہیں وہاں شر کے ضمن میں زبان کا غلط استعمال بھی ایک اہم عنصر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بد گوئی یا لغو گوئی لوگوں کے دلوں میں نفاق کا باعث بنتی ہے۔ زبان کا استعمال اچھائی اور برائی دونوں پر موقوف ہے۔ عام طور پر لوگ ایک دوسرے کی برائی زبانی کلامی بیان کرتے ہیں، جس سے فسادات پھیلتے ہیں۔ شریعت مطہرہ میں لوگوں کے شر

سے محفوظ رہنے کے لیے حفظ لسان پر زور دیا گیا ہے، تاکہ معاشرے میں امن اور مساوات جیسی اچھائیاں جنم لے سکیں۔ اس لئے قرآن وحدیث میں انسانوں کو لوگوں کے شر سے بچانے کے لیے حفظ زبان سے متعلق ہدایات دی گئی ہیں۔ مساوات انسانی کا روشن پہلو یہ ہے کہ انسان اپنی زبان کی حفاظت کرے تاکہ، لوگوں کے دلوں کو دکھی نہ کرے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

"وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْن ۔"[42]

"اور وہ اللہ کے لیے کچھ مقرر کرتے ہیں۔ جو اپنے لیے ناپسند کرتے ہیں۔ اور ان کی زبانیں جھوٹ بولتی ہیں۔ کہ ان کے لیے بھلائی ہے۔ ہر گز نہیں حقیقت یہ ہے کہ ان کے لیے دوزخ ہے۔ اور یہ دوزخ میں سب سے پہلے بھجے جائیں گے۔"

" وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۔"[43]

"اور جو لوگ مومن مرد اور مومن عورتوں کو (اپنی زبانوں سے) اذیت دیتے ہیں۔ بغیر اس کے کہ انہوں نے کچھ (خطا) کی ہو تو بے شک انہوں نے بھتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اپنے سر لے لیا۔"

"مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ۔" [44]

"وہ منہ سے کوئی بات نہیں کہنے پاتا مگر اس کے پاس ایک نگہبان (لکھنے کے لیے) تیار رہتا ہے۔"

اجتناب شر کے حوالے سے متعدد فرامین رسول اللہ موجود ہیں، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں

"عن ابی موسیٰ رضی الله عنه قال: قلت یارسول الله ﷺ ای الاسلام افضل؟قال: من سلم المسلمون من لسانه ویده۔"[45]

"حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کہ میں نے پوچھا: یارسول اللہ! کون سا (مسلمان ہے جس کا) اسلام افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

عن ابی هريره رضی الله عنه انه سمع رسول الله ﷺ يقول:ان العبد ليتكلم بالكلمة ينزل بها فی النار ابعد مما بين المشرق والمغرب۔" [46]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: جب کوئی آدمی جھوٹ، ظلم، منافقت دھوکہ دہی یا برائی کی بات کہتا ہے اوراس کے انجام پر غور نہیں کرتا تو اس کی وجہ سے وہ جہنم میں اتنا دور جا گرتا ہے جتنا کہ مشرق سے مغرب کے درمیان فاصلہ ہے۔"

"عن قیس قال رایت ابا بکر رضی اللہ عنہ آخذ بطرف لسانہ وھو یقول : ھذا اوردنی الموارد۔" [47]

"حضرت قیس کہتے ہیں! میں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اپنی زبان کا کنارہ پکڑے ہوتے دیکھا اور وہ فرما رہے تھے۔ یہی (زبان) ہے جو مجھے ہلاکتوں کے گھاٹ اتار سکتی ہے۔"

معاشرتی طور اطوار میں لوگوں کی مختلف اقسام ہوتی ہیں۔ کوئی بہت اعلیٰ اخلاق کے مالک ہوتے ہیں اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جن سے مخلوق خدا پناہ مانگتی ہے۔ اس لیے انسان کو اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھنے کا حکم دیا گیا ہے تا کہ معاشرہ کم سے کم فساد کا شکار ہو۔

3.4 محبت و مودت میں یکسانیت

محبت و مودت اخلاق حسنہ میں سے ایک ایسا اصول ہے جس سے انسان دنیا فتح کر سکتا ہے۔ لوگوں میں نفرتوں کو کم کرنا اور محبتوں کو فروغ دینا ایک ایسا متاثر کن عمل ہے جس کا اثر نسلوں تک رہتا ہے۔ بعض لوگوں کو دولت اور ثروت کی طلب نہیں ہوتی۔ وہ صرف محبتوں کے متلاشی ہوتے ہیں۔ معاشرتی رشتے اسی محبت کی وجہ سے قائم رہتے ہیں اور یہ محبت مساوات کے ضمن میں معاشرے کی بہترین اکائی ثابت ہوتی ہے۔ انسانوں کے درمیان غیظ و غضب کو کم کرنا اور بے لوث محبت کرنا مساوات کا عنصر خاص ہے۔ تعلیمات نبوی ﷺ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ نے امراء و غرباء، فقراء و مساکین اور غلاموں سے بلا تخصیص اور بے لوث محبت فرمائی ہے۔ قرآن میں متعدد آیات اس پر واضح ثبوت ہیں، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

"وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا۔" [48]

"اور ان دونوں کے لیے نرم دلی سے عجز و انکساری کے بازو جھکائے رکھو اور (اللہ کے حضور) عرض کرتے رہو: اے میرے رب! ان دونوں (ماں، باپ) پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں رحمت و شفقت سے پالا۔"

"وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔" [49]

اے نبی اکرم ﷺ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر۔

"وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً۔" [50]

"اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کی۔"

محبت ومودت بین الناس احادیث مبارکہ کی روشنی میں

مندرجہ احادیث مبارکہ رسول اللہ ﷺ کی محبت ومودت سے متعلق ہدایات کو ظاہر کرتی ہیں

"عن جریر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قای : قال رسول اللہ ﷺ: لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس۔"[51]

"حضرت جریر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔"

"عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال: قیل یا رسول اللہ ﷺ، ادع علی المشرکین قال: انی لم ابعث لعاناً و انما بعثت رحمۃ۔"[52]

"حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! مشرکین کے خلاف دعا فرمائیں آپؐ نے فرمایا: مجھے لعنت کرنے والا بنا کر مبعوث نہیں کیا گیا مجھے تو صرف رحمت والا بنا کر بھیجا گیا ہے۔"

عصر حاضر کے انسان کو اخلاقیات کی اشد ضرورت ہے کیونکہ انسانوں میں ذہنی تناؤ اتنا بڑھ گیا ہے کہ بات بات پر گالم گلوچ اور بدگوئی ہونے لگتی ہے اور انسان تمام اخلاقی اصول بھلا کر صرف اپنے غم وغصے کا اظہار کرنے لگتا ہے، جس کی مذمت شریعت نے ہر معاملے میں کی ہے تاکہ معاشرہ اخلاقی اصولوں کے تحت مساویاتی قدروں کو قائم رکھ سکے۔

4. **خلاصۃ البحث**

رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کی بدولت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں عدل، اخوت، خدمت خلق، خودداری، محنت کی عادت، توکل علی اللہ، خود بھوکا رہ کر دوسروں کو کھلانا، ایثار کرنا، تعیشات کی بجائے سادگی،، ملازمت کی بجائے تجارت کا رجحان، مہمان نوازی، ہمسایوں ورشتہ داروں کے حقوق کا خیال رکھنا، تعلیم وتعلم کو معاشرے کے لیے لازمی سمجھنا اور صبر وشکر جیسی اعلیٰ صفات پیدا ہوئیں۔ افراد معاشرہ میں گداگری و دوسروں سے سوال کرنا، فضول رسومات، بے جا خرچ، کساد بازاری، ناپ تول میں کمی، ذخیرہ اندوزی، جھوٹ، زیادہ منافع لینا اور دھوکہ دہی جیسی صفات سے نفرت پیدا ہوئی۔ نیز آپ ﷺ نے ریاست کے دفاع اور انتظامی معاملات پر بھی خصوصی توجہ فرمائی، جس سے معاشی استحکام میں مدد ملی۔

نتائج مضمون

اس مضمون سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

1. اسلامی نظریہ مساوات کی روشنی میں سب انسانوں کو یکساں حقوق اور مواقع میسر آئیں تا کہ انسان فطرت کے عین مطابق زندگی بسر کر سکے اور معاشرے سے تفریق اور فساد کو ختم کیا جاسکے۔

2. نظریہ مساوات کے اصول معاشرت کی بنیاد عموماً کسی بھی مذہب کی تہذیب و ثقافت پر ہوتی ہے۔ اسلامی اصول معاشرت کی بنیاد قرآن و سنت کی تعلیمات پر ہے۔ قرآن وحدیث میں مندرجہ ذیل اصول معاشرت بیان کیے گئے ہیں: احترام انسانیت، خاندانی نظام میں پختگی، اسلامی اخوت کا قیام، خدمت خلق، حریت فکر و نظر وغیرہ۔ اسی طرح اسلامی تعلیمات میں اصلاح معاشرت اور تحفظ معاشرت کے قوانین بھی بتائے گئے ہیں تا کہ انسان اپنے معاشرے کو جنت نظیر بنا سکیں۔

3. نظریہ مساوات کے اخلاقی اصول خاص طور پر مسلمانوں کا طرہ امتیاز ہیں، کیونکہ تمام انبیاء ورسل میں سے رسول اللہ ﷺ اخلاق میں سب سے بڑھ کر ہیں، اسی مناسبت سے امت محمدیہ ﷺ کو اخلاقیات میں سب سے آگے ہونا چاہیے۔ اسلامی اخلاقی اصول تکریم و تعظیم میں مساوات، میل جول میں مساوات، محبت و مودت میں مساوات وغیرہ ہیں ان پر عمل پیرا ہو کر فلاحی معاشرہ کی تکمیل ہو سکتی ہے۔

4. اسلامی نظریہ مساوات کی بنیاد پر دنیا میں بسنے والے انسان تمام امتیازات سے بالاتر ہو کر ایک فلاحی مثالی معاشرہ قائم کر سکیں گے، جس میں وہ پر امن اور خوشحال زندگی گزار سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] ۔الاصفہانی ،الحسین بن محمد، راغب ،المفردات فی غریب القرآن ،مکتبة مرتضویة لإحیاء الآثارالجعفریة، 1423ھ،ص: 325

Al-Isfahānī, Al-Ḥusain bin Muḥammad, Rāghib, Al-Mufradāt fī Gharīb Al-Qur'ān, Maktaba Murtazawīya li Iḥyā Al-Āthār Al-Ja'fariyya, 1423H, p. 325.

[2] ۔اردو انسائیکلو پیڈیا ،فیروز سنز لمیٹڈ لاہور ،1962ء، ص: 1318

Urdū Encyclopedia, Fīroz Sons Limited, Lāhor, 1962, p. 1318.

[3] ۔اشفاق احمد خان ، پروفیسر ،قرآنک انسائیکلو پیڈیا ، ثا قب پرنٹر اینڈ پبلیشرز بوسن روڈ ملتان ،ج8،ص: 3699

Ashfāq Aḥmad Khān, Professor, Qur'ānic Encyclopedia, Sāqib Printer and Publishers, Bosan Road, Multān, Vol. 8, p. 3699.

[4] ۔صدیقی، محمد عبدالحفیظ، برصغیر پاک وہند میں اسلامی نظامِ عدل گستری،ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد،1969ء، ص:10

Ṣiddīqī, Muḥammad ʿAbdul Ḥafīẓ, Barsaghīr Pāk-o-Hind mein Islāmī Niẓām-e-ʿAdl Gustarī, Idāra Teḥqīqāt-e-Islāmī, Islāmābād, 1969, p. 10.

[5] ۔ الحجرات، 13:49

Al-Ḥujurāt, 49:13.

[6] ۔ آلوسی، محمود بن عبد الله ،تفسیر روح المعانی،دارالاحیاءالتراث العربی بیروت،لبنان،ج26،ص163

Ālūsī, Maḥmūd bin ʿAbdullāh, Tafsīr Rūḥ al-Maʿānī, Dār al-Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, Beirut, Lebanon, Vol. 26, p. 163.

[7] ۔ ابوحیا ن ،محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیان ،اثیرالدین الاندلسی،البحرالمحیط فی التفسیر،دارالفکربیروت ،1420ھ،ص16

Abū Ḥayyān, Muḥammad bin Yūsuf bin ʿAlī bin Ḥayyān, Athīr al-Dīn al-Andalusī, Al-Baḥr al-Muḥīṭ fī al-Tafsīr, Dār al-Fikr, Beirut, 1420H, p. 16.

[8] ۔ الدیلمی، شیرویه بن شہردار بن شیرو یه ،الفردوس بماثور الخطاب ،انس بن مالک،دار الکتب العلمیة ، بیروت الطبعة:الأولی، 1406 ھ - 1986م، رقم الحدیث :6883

Al-Daylamī, Shīrwiyah bin Shahrdār bin Shīrwiyah, Al-Firdaws bi-Ma'thūr al-Khiṭāb, Anas bin Mālik, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Beirut, 1st edition, 1406H - 1986, Ḥadīth No. 6883.

[9] ۔ السرخسی،شمس الدین،المبسوط،دارالمعرفه بیروت لبنان،ج5،ص25

Al-Sarakhsī, Shams al-Dīn, Al-Mabsūṭ, Dār al-Maʿrifah, Beirut, Lebanon, Vol. 5, p. 25

[10] ۔ النساء،24:4

Al-Nisāʾ, 4:24

[11] ۔ البخاری، محمد بن اسماعیل ، ابو عبدالله، الجامع الصحیح ، کتاب النکاح ،باب الأکفاء ، دار طوق النجاة ، بیروت، الطبعة: الأولی، 1422ھ ، رقم الحدیث:5090

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismāʻīl, Al-Jāmiʻ Al-Ṣaḥīḥli Al-Bukhārī, Kitāb Al-Nikah, Bāb Ul-kafa, Beirut: Dār Touq ul Nijat, 1st Edition 1422H,Ḥadīth No:5090.

[12] ۔البقرة،187:2

Al-Baqrah, 2:187.

[13] ـ ابن عابدین،محمد امین بن عمر ،رد المحتار، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج 6، ص 95

Ibn 'Abdīn, Muhammad Amin Bin Umer , Radd al-Muḳhtār, Kitāb ul Hadood , Bab Ul Tazir, vol.6, P. 95.

[14] ـ الحجرات، 10:49

Al-Ḥujurāt, 49:10.

[15] ـ البخاری، الجامع الصحیح ، کتاب الإیمان، باب من الإیمان أن یحب لأخیه ما یحب لنفسه ،رقم الحدیث:13

Al-Bukhārī,Al-Jāmi'Al-Ṣaḥīḥli , Kitāb Ul-Iman, Bāb Mn al Iman An Yohiba Liakhihi, *Ḥadīth* No:13.

[16] ـ البخاری ، الجامع الصحیح،کتاب الأدب، باب رحمة الناس والبهائم،رقم الحدیث:6011

Al-Bukhārī,Al-Jāmi'Al-Ṣaḥīḥli , Kitāb Ul- Adub, Bāb Rahmat ulnas wal Bahaim, *Ḥadīth* No:13.

[17] ـ المسلم، مسلم بن الحجاج ، القشیری، الجامع الصحیح ،کتاب البر،باب تحریم ظلم المسلم وخذ له واحتقاره، رقم الحدیث:2564

Al-Muslim,Muslim Bin Hajaj ,Al-Jāmi'Al-Ṣaḥīḥli, Kitāb Al-Bir, Bāb Tahrim Zulm Ul Muslim, *Ḥadīth No. 2564.*

[18] ـ محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین ،زین الدین،التیسیر بشرح الجامع الصغیر،باب الشفقة والرحمة علی الخلق، مکتبة الإمام الشافعي، الریاض ،الطبعةالثالثة، 1408هـ - 1988م،(حرف الخا)

Muhammad Almudo Beabd ul Rauf Bin Taj Al Aarifin,Zain Ul Abidi n,Altaisir Bisharh Al-Jāmi Al Saghir,Bab Ul Shafqah Wa Al Rahmah Ala Al Khalq,Maktabh Al Imam Ul Shafi,Al Riaz,Edition 3rd ,1408H-1988.

[19] ـ البخاری ،جامع الصحیح ،کتاب التوحید ،باب قول الله تعالیٰ قل ادعوالله ، رقم الحدیث:7376

Al-Bukhārī,Al-Jāmi'Al-Ṣaḥīḥli , Kitāb Ul-Touhid, Bāb Qoul Ulahho Taala Qul Idulaha, *Ḥadīth* No:13.

[20] ـ نبیل بن منصور بن یعقوب، ابوحزیفه، نِیسُ السَّاري في تخریج وَتحقیق الأحادیث التي ذکرها الحَافظ ابن حَجر العسقلاني في فَتح البَاري، مؤسَّسَة الریَّان، بیروت، لبنان ،الطبعة الأولی ، 1426 هـ - 2005 م، رقم الحدیث:3144

Nabil Bin Mansur Bin Yaqub,Abu Huzaifa,Anis Ul Sari fi Takhrij W Tahkik Ul Ahadis Allati Zikruha Al Hafiz Ibn e Ḥ ajir Al Asqalani FI Fateh ul Bari,MuasasT Ul Riyan, , Beirut,Lubnan, Edition 1st,1442H-2005, *Ḥadīth* No:3144.

[21] ـ ابن حجر،فتح الباری،ج8،ص 257

Ibn e Ḥujir, Fateh ul Bari, vol.8, P. 257.

[22] ـ البقره،256:2

Al-Baqrah, 2:256.

[23] ـ قرطبی،الجامع الاحکام القرآن،دارالکتب العلمیه بیروت،1998ء،ج3،ص1883

Qurtbi, Al-Jāmi', Al_ Ahkam Ul Quran , Dar Ul Kutb Al Ilmia , Beirut , 1998, Vol. 3,P. 1883.

[24] ـ ابو یوسف، قاضی ،کتاب الخراج،مکتبه مشکوٰة الاسلامیه،ص12

Abu Yousaf, Qazi, Kitab Ul Khrij , Maktaba Mishkat Ul Islamia , P.12.

[25] الاعراف،56:7

Al-A'raf, 7:56.

[26] الاحزاب،21:33

Al-Aḥzāb, 33:21.

[27] ۔ القلم،4:68

Al-Qalam, 68:4.

[28] ۔ الترمذی، الجامع، کتاب الایمان، باب ماجاءفی استکمال الایمان وزیادۃ، رقم الحدیث :2612

Al-Tirmidhī, Al-Jāmi', Kitāb Al-Imān, Bāb MāJā'a fī Asta'kmīl Imān, *Ḥadīth No: 2612.*

[29] ۔ احمد بن حنبل ، مسند احمد، مسند أبي هريرة ، رقم الحدیث:9074

Aḥmad bin Ḥanbal, Mu'sanad Ahmed Bin Hanbul , Mu'sanad Abi Hurrairah, *Ḥadīth No 9074.*

[30] ۔ المسلم ، الجامع الصحیح ، کتاب البر والصلة والآداب ، باب تفسیر البر والاثم،رقم الحدیث:2553

Al-Muslim, Al-Jāmi'Al-Ṣaḥīḥli, Kitāb Al-Bir Wasila , Bāb Tafsir Ul Bir wal Ism, *Ḥadīth No. 2553.*

[31] ۔ البخاری ، الجامع الصحیح ،کتاب التوحید ،باب قول اللہ تعالیٰ قل ادعواللہ ، رقم الحدیث:7376

Al-Bukhārī,Al-Jāmi'Al-Ṣaḥīḥli , Kitāb Ul-Tauhid, Bāb Qaul Allah Tala Qul Udo Allah, *Ḥadīth* No:7376.

[32] ۔ آل عمران،134:3

Āli 'Imrān, 3:134.

[33] ۔ لقمان، 18:31

Luqmān,31:18.

[34] ۔ المسلم، الجامع الصحیح ، کتاب البروالصلة و الآداب ، باب استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء، رقم الحدیث : 2626

Al-Muslim, Al-Jāmi'Al-Ṣaḥīḥli, Kitāb Al-Bir Wa Slia , Bāb Istahbab Tlaqt ul Wajh, *Ḥadīth No. 2564.*

[35] ۔ الترمذی، الجامع الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجآء فی الشکر لمن احسن الیک ، رقم الحدیث : 1956

Al-Tirmidhī, Al-Jāmi', Kitāb ul Bir Wasila, Bāb MāJā'a fī Shukr liman Ahsan Ilaka , *Ḥadīth No: 1956.*

[36] ۔التر مذی ، الجامع الترمذی، کتاب البروالصله، باب ما جاء في حسن الخلق ، رقم الحدیث:2005

Al-Tirmidhī, Al-Jāmi ,Kitāb ul Bir Wasila, Bāb MāJā'a fī Husn Ul Khulq, *Ḥadīth No: 2612.*

[37] ۔ البقرہ، 83:2

Al-Baqrah, 2:83.

[38] ۔ البقرہ،263:2

Al-Baqrah, 2:263.

[39] ۔البخاری ، الجامع الصحیح ،کتاب الجهادوالسیر،باب فضل من حمل متا ع صحابه فی السفر ،رقم الحدیث:2891

Al-Bukhārī,Al-Jāmi'Al-Ṣaḥīḥli , Kitāb Ul jihad, Bāb Fazl Mun Hamal Mata Sahaba , *Ḥadīth* No:2891.

[40] ـ احمد بن حنبل،مسند أحمد، مسند جابر بن عبد الله، رقم الحديث: **14706**

Aḥmad bin Ḥanbal, Mu'sanad Ahmad , Mu'sanad Jabir Bin Abdullah, *Ḥadīth No 14706.*

[41] ـ ابن ابى دنيا، عبد الله بن محمد بن عبيد ،ابوبكر ، كتاب فى الصمت و آداب اللسان، بَابُ مَا أُمِرَ بِهِ النَّاسُ أَنْ يَسْتَعْمِلُوا فِيهِ ،دار الكتاب العربي ، بيروت،الطبعة الأولى، 1410 ،رقم الحديث 315

Ibe e abi Dunya,Abdullha Bin Muhammad Bin Ubaid , Abu baker, ab fi alsumt wa adab ul Lisan, Bāb *Ma Umira bihi nas , Dar ul Kitāb Al arabi, Beirut,* 1st Edition 1410H, Ḥadīth No:315.

[42] ـ النحل، 62:16

An-Naḥl, 16:62.

[43] ـ الا حزاب،58:33

Al-Aḥzāb, 33:58.

[44] ـ ق، 18:50

Qāf, 50:18.

[45] ـ البخارى، الجامع الصحيح ،كتاب الايمان ،باب اى الاسلام افضل ،رقم الحديث:11

Al-Bukhārī,Al-Jāmi'Al-Ṣaḥīḥ , Kitāb Ul-Iman, Bāb Ayul Islam Afzl , *Ḥadīth* No:11.

[46] ـ البخارى، الجامع الصحيح ،كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان،رقم الحديث:6477

Al-Bukhārī,Al-Jāmi'Al-Ṣaḥīḥli , Kitāb Ul Riqaq, Bāb hifz Ul Lisan , *Ḥadīth* No:6477.

[47] ـ النسائي، أحمد بن شعيب،السنن، مؤسسة الرسالة، بيروت،لبنان ،الطبعةالأولى 1421هـ - 2001م ، كتاب المواعظ، رقم الحديث:11841

Al-Nasāʾī,Ahmed Bin Shoaib, Al-Sunan, Kitā Ul Mwaiʿāz, Mosist Ul Risla, Beirut , Labnan, 1st Edittion , 1421H, 2001, *Ḥadīth* No:11841.

[48] ـ الاسراء ،24:17

Al-Isra', 17:24.

[49] ـ الانبياء،107:21

Al-Anbiyā, 21:107.

[50] ـ الروم،21:30

Al-Rūm, 30:21.

[51] ـ البخارى ، الجامع الصحيح ،كتاب التوحيد ،باب قول الله تعالىٰ قل ادعوالله ، رقم الحديث:7376

Al-Bukhārī,Al-Jāmi'Al-Ṣaḥīḥi , Kitāb Ul Touhid, Bāb Qoul Ulah o Taala, *Ḥadīth* No:7376.

[52] ـ المسلم ، الجامع الصحيح ،كتاب البروالصلة والآداب، باب النهى عن لعن الدوآب وغيرها،رقم الحديث:2599

Al-Muslim, Al-Jāmi'Al-Ṣaḥīḥli, Kitāb ul Bir Wasila, Bāb Il Nahy an lan Ul Dwab, *Ḥadīth No. 2599.*